مثال ہے۔ اس دانشور طبقے کے نزدیک سُنّت ایک مثالی (IDEAL) شئے ہے جسے افلاطون کی یوٹوپیا کی طرح مجرد صورت (ABSTRACT FORM) میں ذہن کی زینت بنانا چاہیے لیکن ہمیں اختیار ہے کہ ہم حالات زمانہ اور ماحول (ENVIRONMENT) اور مصالح وقتیہ کے لحاظ سے اس کی شکل متعین کریں اور جس سانچے میں مناسب سمجھیں اُسے ڈھال لیں (العیاذ باللہ)۔ "نمونۂ عمل" ان صاحبان کے نزدیک کوئی "اہمیت نہیں رکھتا" اور "اس کا اطلاق اَبدی بھی نہیں ہے" کا مطلب یہ ہوا کہ کسی عمل کو ثابت بالسُّنّۃ کہنے کے لئے ان کے نزدیک یہ ضروری نہیں کہ وُہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول بھی ہو۔ اسی طرح کسی عمل کو بدعت ثابت کرنے کے لئے ان صاحبان کے نزدیک موجود بدعت ہے اس کے ثبوت کے لئے کسی حدیث پیش کرنے کا مطالبہ کرنا بھی ناروا ہوگا۔ بس معیاری اُسوۂ حسنہ سے اسے مربوط ثابت کر دینا کافی ہے اور وُہ "معیاری اسوۂ حسنہ" وُہ ہے جو اس قسم کے دانشور حضرات اپنے اجتہاد سے مقرر کریں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ط کیا یہ اتباعِ شریعتِ مقدسہ کی بجائے اسے اپنے تابع بنانے کی کوشش نہیں ہے؟ مذاکرے میں اور کئی باتیں ایسی کہی گئی ہیں جو اسلامی طرزِ فکر اور سُنّی ذہن سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں اور قوم کو غلط راہ پر لگانے والی ہیں لیکن ان سب پر نقد و تبصرہ باعثِ طوالت ہے۔

مندرجہ بالا تبصرہ اس افسوسناک واقعہ کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہے کہ ہماری قوم کا ایک طبقہ جو اسلام اور شریعتِ اسلامیہ پر "شبیبی ذہن" یا "سیکولر ذہن" سے غور کرتا ہے، شریعت کا نام لے کر شریعت اور اُس کے نفاذ سے گلو خلاصی اور اُسکی تحریف کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور یہ بلاشبہ ایک سنگین قومی المیہ ہے۔

نئی مطبوعات

مرزائیت کے قلعہ کو مسمار کرنے کیلئے عظیم ہتھیار

- عقیدۂ ختمِ نبوّت علم و عقل کی روشنی میں -/۱۸ روپے
  مولانا محمد اسحٰق صدیقی
- اسلام اور مرزائیت مولانا محمد عبداللہ -/۱۲ روپے
- قادیانیوں کے دجل و فریب کے شکار مسلمانوں کو دعوتِ حق -/۲۵ روپے
  مولانا محمد عبداللہ

ان کا مطالعہ تحریکِ ختمِ نبوت کے ہر کارکن کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

مولانا محمد عبد الحق چوہان
گلشن معاویہ ۔ رحیم یار خان

قسط اول

تلخ و شیریں

کئی دنوں سے ملکی اخبارات میں صحابہ کرام کے خلاف عموماً اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف خصوصاً تاریخ کی مکذوبہ اور جعلی روایات کے اعتماد پر عدم اعتماد کا زہر آلود مواد شائع ہو رہا ہے۔ پچھلے دنوں روزنامہ جنگ لاہور کے ایک خصوصی ایڈیشن میں "ضیاء رشا بد" کا ایک مضمون بعنوان "وطن عزیز میں اقتدار کیلئے "میوزیکل چیئرز" کا یہ نظام کب ختم ہوگا" شائع ہوا ہے۔ اس میں ضیاء رشا بد ارباب اقتدار کے ایک خاص مذموم سیاسی طرز عمل کی تصویر کشی کرنے کے بعد رقم طراز ہیں :

"پیچھے مُڑ کر دیکھتا ہوں تو لگتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں یہ سیاست امیر معاویہؓ سے شروع ہوئی تھی"۔ روزنامہ جنگ لاہور ۔ ۱۵ جون ۱۹۸۸ء

اور اس وقت روزنامہ نوائے وقت بدھ مورخہ ۱۰ ارمحرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۸۸ء ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں محبّ سبائیہ مودودی کا ایک مضمون بعنوان "امت مسلمہ کے لئے دو بہترین نمونے علیؓ اور حسینؓ" شریک اشاعت ہے۔ اس مضمون کی طرز تحریر سے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ کسی امام باڑہ یا روافض کی کسی خاص مجلس میں مودودی نے یہ تقریر کی ہے۔ اس مختصر مضمون میں انہی نظریات اور خیالات کا اظہار کیا گیا ہے جو کہ مذموم زمانہ کتاب "خلافت و ملوکیت" میں مندرج ہیں جنگ جمل کے تذکرہ میں کہا گیا ہے کہ ۔۔۔ "خود حضرت عائشہؓ نے تسلیم کیا کہ حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا چنانچہ جنگ جمل کو یاد کر کے وہ رو پڑتی تھیں"۔ فتح و شکست کا فیصلہ وہاں کیا جاتا ہے جہاں جنگ واقع ہو۔ یہ تو ایک حادثاتی واقعہ ہے جو کہ حزب سبائیت کی دیرینہ سازش کے تحت واقع ہوا تھا۔ کیونکہ فریقین کے درمیان صلح کی بات مکمل ہو چکی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں واضح طور پر اعلان کیا کہ

دانی راحل غدا فارتحلوا	میں صبح کوچ کرنے والا ہوں تم بھی
ولا یرتحلن احد اعان	میرے ساتھ چلو لیکن ایسا کوئی
علی عثمان بشئ	آدمی ہمارے ساتھ نہ چلے جس نے کسی

(اتمام الوفا، صـ۲۲۱) طرح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف حصہ لیا ہو۔

سبائیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو سخت مایوس ہو گئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کا آپس میں یہ اتفاق ہماری موت پر منتج ہوگا اس لئے ان ائمہ ضلال نے مجلس مشاورت طلب کی اور اس رائے پر انہوں نے اتفاق کیا کہ مسلمان جب آپس میں جمع ہوں تو ان کے درمیان جنگ وجدال کی ایک ایسی آگ بھڑکا دو کہ ان کو سوچنے کا موقع بھی نہ ملے۔

فلما سمع السبائية (اصحاب ابن سبا) مقالة علىؓ سقط فى ايديهم وظنوا ان هذا الصلح انما يعود عليهم لانه ان تم كان على قتلهم وتشاوروا فيما يفعلون لمنع هذا الصلح فقال لهم رئيسهم الضال والدخيل فى الاسلام يا قوم ان عزكم فى خلطة الناس فاذا التقى الناس غداً فانشبوا القتال ولا تفرغوا هم النظر	سبائیوں نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو ان کے ہاتھوں سے طوطے اڑ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ صلح ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی اس لئے کہ اگر یہ صلح مکمل ہو گئی تو ان کی موت پر ہی ہو گی۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ اس صلح کو کس طرح روکا جائے۔ ان کے منافق اور گمراہ امام نے کہا کہ اے قوم! تمہارا بچاؤ اس بات میں ہے کہ لوگوں کے اندر گھس جاؤ اور کل جس وقت یہ لوگ آپس میں ملیں تو ان کے درمیان جنگ وجدال کی آگ بھڑکا دو اور ان کو سوچنے کی مہلت بھی نہ دو۔
(اتمام الوفاء صـ۲۲۱، صـ۲۲۲)	

چنانچہ انہوں نے اپنے اس منصوبے کے تحت طلوع فجر سے قبل ہی اصحاب جمل پر حملہ کر دیا سیدہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے یہ سمجھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے غداری کی ہے۔ اس غلط فہمی سے یہ تصادم ظہور پذیر ہوا اور اس وقت حقیقت حال کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکی۔

ولا يشعر احد منهم بما وقع الامر عليه فى نفس الامر	اور حقیقت واقعہ کا کسی کو بھی علم نہ ہو سکا۔

اور یہ سازش اس طرح منصوبہ بندی کے تحت مکمل کی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک آدمی متعین کر دیا گیا جب آپ نے اس تصادم کے متعلق دریافت کیا تو اس سبائی نے یہ جواب دیا کہ فریق ثانی نے شب خون مارا ہے

وسئل علی عن الخبر و کان السبئیۃ قد وضعوا عندہ رجلا یخبرہ اذا سئل فقال لہ ما شعرنا الا و قوم منہم بیتونا۔ (اتمام الوفاء ص۲۲۳)	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حقیقت کے متعلق دریافت کیا اور سبائیوں نے آپ کے پاس اپنا ایک آدمی متعین کیا ہوا تھا کہ جب آپ اس واقعہ کے متعلق دریافت کریں تو آپ کو جواب دے۔ چنانچہ اسی سازش کے تحت اس سبائی نے جواب دیا کہ بے خبری میں فریق ثانی نے شب خون مارا ہے۔

یہ ہے جنگِ جمل کی حقیقت۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا جنگِ جمل کو یاد کر کے رو پڑتی تھیں۔ بالکل درست۔ مسلمانوں کی آپس میں آویزش پر کون خوش ہوتا ہے۔ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس جنگ پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے تھے؟ اگر حق و باطل کا معیار اظہارِ افسوس ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے بھی زیادہ افسوس کا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے متعلق روایت ہے کہ

قال علی یوم الجمل وددت انی کنت من قبل ہذا لعشرین سنۃ (ازالۃ الخفا ص۲۸۳ ج ۲)	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل کے دن فرمایا کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو جاتا۔

اخذ قصاص کے جس مطالبہ کے باعث جنگِ جمل کا حادثہ پیش آیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اصحابِ جمل کے مؤقف کو تسلیم کرتے تھے۔ ابو سلامہ الدالانی نے آپ سے دریافت کیا تھا۔

اتری لہؤلاء القوم حجۃ فیما طلبوا من ہذا الدم ان کانوا ارادوا اللہ عزوجل	کیا (ان اصحابِ جمل) کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخذ قصاص کے مطالبہ پر حجت حاصل ہے اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی